نوشاد : میرا بھائی

نوشاد مجھ سے عمر میں دو سال چھوٹا ہے ، لیکن وہ ڈیل ڈول اور قد کاٹھ میں مجھ سے بڑا لگتا ہے - بچپن میں ہم دونوں بھائی جہاں بھی ساتھ جاتے ، لوگ اسے بڑا اور مجھے چھوٹا سمجھتے تھے - مزاج بھی ہم دونوں بھائیوں کے مختلف تھے - میں نہایت کم گو اور دھیمے لہجے میں گفتگو کرنے والا ، جب کہ وہ بہت ہی تیز و طرار ، بات سے بات پیدا کرنے والا اور بذلہ سنج - اگر کوئی اس کے ہتھے چڑھ جاتا ہے تو پھر وہ بچ نہیں سکتا - اسے راہ فرار اختیار کیے بغیر کوئی چارہ نہیں - سکول میں جس استاد کو پہلی مرتبہ پتا چلتا کہ وہ میرا سگا بھائی ہے ، تو وہ یقین نہیں کرتا -
"تم جمیل کے بھائی ہو ہی نہیں سکتے - وہ اتنا شریف اور تم اتنے شریر!" وہ نوشاد سے کہتے -

بچپن میں وہ پڑھائی میں بالکل دل نہیں لگاتا تھا - لیکن جب میں میٹرک پاس کر کے سکول سے نکل گیا اور وہ آٹھویں میں پہنچا ، تب اس کے جوہر کھلے - اس نے میٹرک فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا، پھر اس نے انٹرمیڈیٹ میں بھی بہترین نمبرز حاصل کیے اور ISSB (انٹر سروسز سلکشن بورڈ) کا امتحان دیا اور پاس ہو گیا- بہتوں کو یقین نہیں آیا مگراسے پاکستان ایر فورس میں GD Pilot کے کورس کے لیے داخلہ مل گیا اور ٹریننگ بھی شروع ہو گئی - بد قسمتی سے آنکھوں میں کسی نقص کی وجہ سے وہ پائلٹ نہیں بن سکا مگر ایر فورس میں اسے گراؤنڈ سٹاف کی حیثیت سے ملازمت کی پیشکش ہوئی ، جسے اس نے قبول نہیں کیا اور ایر فورس سے استعفیٰ دے دیا - پاکستان ایر فورس کی ملازمت ٹھکرا دینا کوئی معمولی بات نہیں تھی - بے شمار نوجوان اس کی تمنا کیا کرتے ہیں، لیکن نوشاد کو اپنی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد تھا - اس نے کہا کہ اگر میں جی ڈی پائلٹ نہیں ، تو پھر ایر فورس بھی نہیں - اس نے مشرق وسطیٰ میں ملازمت کے لیے کوششیں شروع کر دیں اور جلد ہی سعودی عرب کے ایک ایوی ایشن کمپنی میں ملازمت حاصل کر لی - پہلی بار اس

نے ہمیں سات ہزار روپوں کا ڈرافٹ بھیجا تو ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی - جلد ہی ہمارے گھر کے مالی حالات بدلنا شروع ہو گئے -

ہمارے والد صاحب نہایت اعلیٰ ادبی ذوق رکھتے تھے - شاعری بھی کرتے تھے - ہمارے گھر میں نقوش ، فنون، ادب لطیف اور کئی دوسرے ادبی رسالے باقاعدگی سے آتے تھے - روزنامہ جنگ اگرچہ مشرقی پاکستان میں ایک دن دیر سے آتا تھا ، مگر وہ ہم لیتے ضرور تھے - اس کے علاوہ ہمیں اخبار جہاں ، شمع اور اسی طرح کے دوسرے رسالے بھی مہیا تھے - ہم دونوں بھائی ان رسالوں کا مطالعہ کرتے اور ساتھ ہی علمی ادبی کتابوں کا بھی جو والد صاحب منگایا کرتے تھے - ہم نے بچپن میں ہی عبد الحلیم شرر ، نسیم حجازی ، رضیہ بٹ ، شوکت تھانوی ، کرشن چندر کی کتابیں پڑھ ڈالیں - ہمیں ابن صفی کے ناولوں کا تو انتظار رہتا تھا اور ہم میں لڑائی ہوتی تھی کہ کون پہلے پڑھے گا - ابن صفی کی جاسوسی دنیا اور عمران سیریز کا کوئی ناول ایسا نہ ہو گا جو ہم نے نہ پڑھا ہو-

نوشاد کا علمی سفر جدہ ، سعودی عرب میں شروع ہوا جہاں اسے سراج منیر جیسی ذی علم شخصیت کی صحبت نصیب ہوئی - پھر سلیم احمد سے روابط ہوئے - وہ جب بھی کراچی آتا ان کی محفلوں میں ضرور شریک ہوتا - وہ کسی بھی موضوع پر بلاتکان گفتگو کر سکتا تھا - کسی محفل میں اگر ہم دونوں بھائی اکٹھے شریک ہوتے ، تو وہ ہی بولتا تھا - میں تو صرف سنتا رہتا تھا - دوسرے لوگ بھی اسے مخاطب کر کے گفتگو کرتے تھے ، میری طرف کوئی دیکھتا بھی نہیں تھا - گھر میں بھی وہ والد صاحب سے گھنٹوں علمی اور ادبی مسائل پر گفتگو کرتا تھا جب کہ میں ان سے یک گونہ دور رہا کرتا تھا -

شاعری نوشاد کی فطرت میں تھی - لیکن اس کا آغاز ذرا دیر سے ہوا - جب وہ جدے کی ادبی محفلوں اور مشاعروں میں شریک ہونے لگا تو صلاحیت اس کے اندر چھپی ہوئی تھی ، وہ ابھر کر سامنے آ گئی - نوشاد نے

اپنی شاعری میں بہت سارے سوالات اٹھائے ہیں ، خاص کر دنیا کے دوہرے معیار پر - لوگ ہوتے کچھ ہیں اور نظر کچھ آتے ہیں - وہ اسے اپنے آپ پر رکھ کر بات کرتا ہے-

نہ جانے کیوں مرا ظاہر جدا ہے باطن سے
نہ جانے کیوں میں تصنع کے اک غلاف میں ہوں

اور

میں کیوں ظاہر میں باطن کی طرح ہوں
مرے چہرے پہ چہرہ کیوں نہیں ہے

نوشاد نے زندگی کو بہت قریب سے دیکھا ہے - اس نے بہت کم عمری میں عملی دنیا میں قدم رکھ دیا تھا - اس نے زندگی کے تجربات سے بہت کچھ سیکھا ہے - اس نے دھوکے بھی کھائے ہیں ، اور فریبیوں کو قریب سے بھی دیکھا ہے - اب وہ زندگی کو خوب سمجھتا ہے شاید -

زندگی ، ماہ و سال کی گردش
عشق ہجر و وصال کی گردش

زندگی کے مسائل کے بارے میں وہ ایک اور جگہ کہتا ہے:

کس قدر مسئلے حیات کے ہیں
کچھ عداوت کے کچھ التفات کے ہیں

زندگی کے سفر میں وہ اب اکیلا چلا جا رہا ہے ، حق کی تلاش میں ہے مگر اسے حق ملتا نہیں - وہ اندھیرے میں بھٹک رہا ہے مگر کوئی چراغ اس کے ہاتھ نہیں آتا - کتنا دشوار سفر ہے اس کا ، نہ راستوں کا تعین ، نہ منزل کا پتا - یوں کہیے کہ وہ بس چلتا چلا جا رہا ہے - ذرا اس کی یہ کیفیت ملاحظہ فرمائیے:

سیاہ رات ہے اور جستجو چراغ کی ہے
غم_ حیات ہے اور جستجو چراغ کی ہے

کسی کو پا کے بھی اس کی تلاش میں ہوں میں
چراغ سات ہے اور جستجو چراغ کی ہے

میں کھو گیا ہوں شب تار کے اندھیرے میں
یہ کائنات ہے اور جستجو چراغ کی ہے

اور اگر کوئی اس سے ملتا بھی ہے تو اسے اپنائیت کا احساس نہیں ہوتا - اس کے چہار جانب اجنبیت چھائی رہتی ہے - وہ کسی اپنے کو ڈھونڈتا ہے مگر اس کے چاروں طرف اجنبی ہیں ، اپنا کوئی نہیں:

شہر جنوں کے کوچہ و بازار اجنبی
سب دوست اجنبی ہوئے، سب یار اجنبی

کوئی جو ہوتا اپنا شناسا تو پوچھتا
لگتے ہیں مجھ کو ہر در و دیوار اجنبی

نوشاد کا شعری سفر گو بہت مختصر ہے لیکن اس کی شاعری توانا ہے - خیالات کی اڑا ن اسے دور تک لے گئی ہے - اس کے مضامین ایسے ہیں کہ انہیں پڑھ کر دل اچھل جاتا ہے - مثلاً یہ شعر:

اہل خرد سے ایک نئی بات کروں گا
دیوانگی سے اس کی شروعات کروں گا

نوشاد کی شاعری جاری ہے - غزل میں اس کا موجودہ لہجہ بتا رہا ہے کہ وہ دور تک جائے گا اور مجھے یہ یقین ہے کہ وہ جلد ہی ادب میں اپنا مقام بنا لے گا - اعترافاً یہ بات تو طے ہے کہ وہ مجھ سے کہیں بہتر شاعر ہے - میں یہ بات فخر سے کہتا ہوں: "جدے میں مقیم اردو شاعر ، نوشاد عثمان میرا بھائی ہے -

جمیل عثمان
ایڈیسن ، نیو جرزی ، امریکا

۳۱ جنوری ۲۰۲۲